IRRP | WORLD JOURNALS
e-ISSN: 2790-8208
p-ISSN: 2790-8194

TANAZUR (Research Journal)
Volume 05, Issue 02, April-June 2024
Published by: IRRP, PAKISTAN
URL: www.tanazur.com.pk

Ref. TRJ/mdp/2024/05-02

تہواروں کی سماجی، مذہبی، معاشی اور سیاسی اہمیت کا مطالعہ

A Study of Social, Religious, Economic and Political Significance of Festivals

Author (S)	**Ameera Dita** **Dr. Hafiz Muhammad Waseem Abbas**
Affiliation	1. PhD Scholar, Department of Islamic Studies, GIFT University, Gujranwala. 18253007@gift.edu.pk 2. Assistant Professor, Department of Islamic Studies, GIFT University, Gujranwala. waseem.abbas@gift.edu.pk
Citation:	*Ameera Dita and Hafiz Muhammad Waseem Abbas* (2024). تہواروں کی سماجی، مذہبی، معاشی اور سیاسی اہمیت کا مطالعہ – A Study of Social, Religious, Economic and Political Significance of Festivals. *Tanazur*, 5(2), 507-526.

Received: 09/05/2024
Reviewed: 10/06/2024
Accepted: 12/06/2024
Published: 14/06/2024

https://tanazur.com.pk/index.php/tanazur/article/view/254

Author(s) declared no conflict of interest

Licensing:

This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License.

TANAZUR-RJ0080PAK

تہواروں کی سماجی، مذہبی، معاشی اور سیاسی اہمیت کا مطالعہ

A Study of Social, Religious, Economic and Political Significance of Festivals

امیرہ دتہ[1] ڈاکٹر حافظ محمد وسیم عباس[2]

Abstract

Festivals are considered to be a symbol of cultural and religious unity and national identity of any country and nation, which are celebrated with great enthusiasm by living nations because these festivals give them a unique and separate status from other nations .Festivals also play an important role in fulfilling the physical and material needs of man, as it is the natural requirement of human nature to live together. Festivals are a natural need of human beings, under which they also become dependent. A review of different countries and religions reveals that each festival either commemorates an important historical event, is associated with a person's caste or is associated with a religious ceremony. Festivals are a reflection of religion. Through them, spiritual and moral benefits are obtained as well as distribution of wealth and resources, tolerance, love and brotherhood, promotion of social relations and opportunities to share in each other's pain and suffering are also available .Organizing various festivals in the Islamic society to thank the blessings of Allah Subhanahu Wa Ta'ala, these days of joy and happiness are actually a source of thanksgiving. The basis of festivals in Islam is based on spirituality unlike other religions. The way of celebrating Islamic festivals is unique because in Islamic festivals there are remembrances and prayers. Everything Muslims do is for the pleasure and pleasure of Allah Ta'ala. Festivals reflect the historical traditions of a society and region and its present moral, economic and social condition and trends. They have many

1 پی ایچ ڈی اسکالر شعبہ علوم اسلامیہ، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ

2 اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ

economic and social purposes. But in modern times, they have been limited to mere sports spectacles, wrong reflection of our culture and traditions, and such festivals which neither reflect the traditions nor have any A picture of the mental state of the nation is visible. It is necessary to create awareness among the public about the real positive objectives of these festivals and to try as much as possible to avoid the aspect of luxury that has arisen in these festivals. Religious leadership, teachers and serious circles of the country. By holding seminars on the real economic, social and traditional importance of the festivals of the Muslim society, highlight their purpose and publicize it among the students and the society so that real and positive goals are achieved.

Keywords: Cultural Unity, Religious Significance, Economic Impact, Social Benefits, Historical Traditions, Public Awareness

موضوع کا تعارف:

مذہبی تہوار یا میلے خوشی منانے کے مخصوص اوقات ہیں یہ زیادہ تر سال میں ایک مرتبہ منعقد ہوتے ہیں اور چند دنوں تک قائم رہتے ہیں۔ بہت سے تہوار اور میلے عظیم رہنماؤں صوفی بزرگوں یا پھر روحانی جذبوں کی تعظیم میں منائے جاتے ہیں۔ کچھ سال یا موسم کے آغاز پر اور کچھ تاریخی واقعات کی یاد میں منائے جاتے ہیں۔ تہواروں یا تاریخی یادگاروں کے مآخذ اور بنیادوں کی جس قدر تحقیق کی جائے اس سلسلے کی آخری کڑی کوئی ملک، قوم یا حکومت نظر آئے گی۔ تہوار زمانہ قدیم سے انسانی معاشرہ کا ایک اہم جزرہے ہیں بعض قومیں اپنی تاریخ کے اہم واقعات کی یاد تازہ کرنے کے لیے یہ تہوار مناتی ہیں یہی وجہ ہے کہ ان تہواروں کو ان قوموں کی زندگیوں میں اہم مقام حاصل ہے۔

تہوار سنسکرت زبان کے لفظ "تیوہار" سے نکلا ہے جس کے معنی ایسی تقریب کے ہیں جو اجتماعی طور پر مقررہ تاریخ میں غم یا خوشی کے طور پر منائی جائے۔ انگریزی میں festival, festive occasion, fete کہتے ہیں۔ علمی لغت کی رو سے تہوار کے معنی یہ بیان کئے گئے ہیں، خوشی کا دن، مذہبی تقریب کا دن[3]۔ سالانہ رسم کا دن جو برسوں سے چلا آرہا ہے۔ تہوار ہندی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی خوشی کا دن اور مذہبی تقریبات کے ہیں یعنی کوئی مذہبی تاریخی دن جسے خوشی کے ساتھ کسی واقعاتی یا عظیم شخصیت کی یاد میں منایا جائے تہوار کہلاتا ہے۔ یہ کثیر المقاصد اصطلاح مذہبی غیر مذہبی اور روایتی تقریب جشن کا احاطہ کرتی ہے جو مقامی اور قومی سطح پر خوشی کی خاطر اکٹھے ہونے کے لئے ہے۔ آکسفورڈ انگلش ڈکشنری میں اس مفہوم کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی:

---

[3] فیروزالدین، فیر ازاللغات، لاہور: فیروزسنز، نیا ایڈیشن، ص:393

A religious anniversary appointed to be observed with regoicing in commoration of some event or in honour of some personage.[4]

(کسی تقریب کی یاد میں یا کسی شخصیت کے اعزاز میں خوشی کے ساتھ منائی جانے والی مذہبی سالگرہ۔)

ایسے ہی تقریب، جشن، عید اور میلہ وغیرہ بھی تہوار کے مترادفات میں سے ہیں۔ قرآن مجید میں اس کے لیے عید کا لفظ استعمال ہوا ہے جیسا کہ سورۃ مائدہ میں ہے:

رَبَّنَا اَنزِلْ عَلَينا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا[5]

(اے ہمارے پروردگار ہمارے لئے ایک (خوان) طعام آسمان سے ایسا اتار دے کہ وہ ہمارے لئے (یعنی) ہم میں سے اگلوں اور پچھلوں کے لئے ایک جشن بن جائے۔)

کتب لغت اور قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تہوار کا معنیٰ جشن، عید، تقریب اور میلہ کہ ہیں اگرچہ ہر قوم اور مذہب کا انداز ان تہواروں کو منانے کا مختلف ہے۔ س یہود و نصاریٰ اپنے انداز سے مناتے ہیں ہندی مذاہب کا تہواروں کو منانے کا انداز مختلف ہے اور اسلام ان تمام سے منفرد ہے۔ البتہ بنیادی طور پر تہوار کسی بھی ملک و قوم کی ثقافتی و مذہبی وحدت اور قومی تشخص کی علامت سمجھے جاتے ہیں جو کہ زندہ قومیں بڑے جوش و خروش سے مناتی ہیں کیوں کہ یہ تہوار انہیں دوسروں قوموں سے منفرد اور جداگانہ حیثیت عطا کرتے ہیں۔

تہوار اور فطرت:

انسانی زندگی میں خوشی اور مسرت کا حصول فطرت کا تقاضا ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے فطرت مختلف طریقے اختیار کرتی ہے۔ ان میں سے کچھ قومی اور بین الاقوامی مذہبی اور علاقائی اور مقامی تہوار بن جاتے ہیں ان تہواروں کے ذریعے انسانی زندگی میں بہت سی مسرت حاصل ہوتی ہیں۔ اگر یہ تہوار نہ ہوں تو زندگی بہت خشک اور بے رونق ہو جائے جو کہ انسانی فطرت کے بالکل برعکس ہے تہوار انسان کی فطری طلب بھی ہے اور ضرورت بھی اور اپنی دنیاوی ضرورتوں کے تحت ان کا محتاج بھی بنا رہتا ہے۔ جیسا کہ جواہر لال نہرو Jawaharlal Nehru(1889-1964)نے The Discovery of India میں لکھا ہے کہ:

The year was divided up by popular festivals which heralded the changing seasons and kept man in tune with nature's moods[6].

(سال کو مشہور تہواروں نے تقسیم کیا جس نے بدلتے موسموں کی خبر دی اور انسان کو فطرت کے مزاج کے مطابق رکھا۔)

---

[4] *The Oxford English dictionary*. Oxford: Clarendon Press; 2nd edition 2001,Volume :5, p:387

[5] مائدہ 5 : 114

[6] Nehru, Jawaharlal. *The Discovery of India*. New York: Oxford University Press, Centenary Edition 1989,P:154

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان فطری طور پر مل جل کر رہنا پسند کرتا ہے اور فطری طور پر اپنے ہم جنسوں سے ایک خاص انس رکھتا ہے۔انسان کے اس فطری تقاضے کو پورا کرنے کے لیے تہواروں کا انعقاد کیا جاتا ہے جو انسان کے فطری تقاضوں کو پورا کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تہواروں کے ذریعے اپنے ہم جنسوں سے ایک خاص انس پیدا ہوتا ہے اور ان کی ہم نشینی میں ایک خاص قسم کی فرحت اور خوشی محسوس ہوتی ہے۔

گویا انسان کی فطرت کی گہرائیوں میں اجتماعیت پسندی کی دو مضبوط جڑیں بالکل ساتھ ساتھ ہوتی ہیں۔ اس لیے وہ اجتماعیت سے کبھی بیگانہ یا بے نیاز نہیں پایا گیا تو یہ ایک قدرتی بات ہے اور انسان جب تک انسان ہے یہ بات اس کے لیے ہمیشہ قدرتی اور ناظم بھی رہے گی یہ ایک معنی حق من مانی حقیقت ہے جس کے معنی حقیقت ہے جس کے بارے میں علم و دانش کے کسی دور میں بھی اختلاف نہیں پایا جاتا ہے دور قدیم کے مشہور یونانی فلسفی ارسطو(Aristotle (384-322 B.C.E.)[7] نے انسان کی تعریف میں کہا ہے:

That man is much more a political animal [8]

(انسان پیدائشی طور پر سیاسی حیوان ہے)

چونکہ سیاست اجتماعیت ہی کی آخری شکل کا دوسرا نام ہے اس لئے سیاسی حیوان آخری اور انتہائی حد تک اجتماعیت پسند واقع ہوا ہے۔ چنانچہ ارسطو کے نزدیک انسان کی وہ خاص صفت جو اسے حیوانات سے الگ اور ممتاز کرتی ہے اس کی یہی آخری درجہ کی اجتماعیت پسندی ہی ہے، البتہ قوم وملک اور مذاہب کا اجتماع عام طور پر تہواروں میں ہی ہوتا ہے۔

گویا انسانی زندگی اور تہوار ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہیں۔ تہوار منانے کی اہمیت کو ہر مذہب ملک اور قوم نے سمجھا ہے اور یہ سلسلہ سال ہا سال سے چلا آرہا ہے۔ تہوار جو عموما دنیا کے مختلف ملکوں اور قوموں میں منائے جاتے ہیں ان کا جائزہ لینے سے واضح ہوتا ہے کہ ہر تہوار یا تو کسی اہم تاریخی واقعہ کی یادگار میں منایا جاتا ہے یا کسی شخص کی ذات سے منسوب ہوتا ہے یا کسی مذہبی تقریب سے اس کا تعلق ہوتا ہے۔ البتہ تہوار کے لئے کوئی نہ کوئی ایسی تقریب ضروری ہے جو قوم کے افراد یا ملک کے باشندوں کے لیے مشترک دلچسپی کی چیز ہو اور جس میں ان کے گہرے جذبات کا اظہار ہو ہر مذہب اور قوم میں ان تہواروں کا ایک خاص مقام رہا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ پاک میں قربانی کے جانوروں کو سجایا جاتا رہا ہے۔ اسلام نے اس کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[7]ارسطو قدیم یونانی فلاسفر میں سے ایک اہم فلسفی ہے، افلاطون کا شاگرد تھا۔ منطق، مابعد الطبیعیات، ریاضی، طبیعیات، حیاتیات، نباتیات، اخلاقیات، سیاست، زراعت، اور طب وغیرہ پر کام کیا ہے۔

[8]Aristotle.*Politics: Internet Encyclopedia of Philosophy*. General Editors James Fieser and Bradley Dowden , Martin, U. S. A:University of Tennessee at 1995,1253a8 ,P:124

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ [9]

(اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا اور حرمت والے مہینے اور حرم کی قربانی اور گلے میں علامت آویزاں جانوروں کو۔)

یہاں قلائدہ سے وہ زیب وزینت کا ہار ہے جو قربانی کے جانوروں کے گلے میں ڈال دیا جاتا تھا۔ جیسا کہ المفردات میں امام راغب اصفہانی (504ھ) نے لکھا ہے کہ:

القلادة المفتولة التی تجعل فی عنق من خیط و فضة و غیرہما[10]

(قلادہ وہ دھاگے یا چاندی کا ہار ہے جو گلے میں ڈالا جاتا ہے۔)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کو مزین کرنے کا سلسلہ جناب ابراہیم علیہ السلام سے ہی چلا آرہا ہے۔ لوگ ان مخصوص ایام میں جانوروں کو سجایا کرتے جس کی وجہ سے ہر دیکھنے والے کو پتہ چل جاتا کہ یہ جانور حرم جارہے ہیں؛ چناچہ کافر، مشرک، ڈاکو بھی ان کو لوٹتے نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مناسک حج، حرم، حرمت کے مہینوں، ہدی اور قلائد کو لوگوں کے قوام اور سہارے کے طور پر ذکر کیا ہے، حج کی ابتداء کے وقت سے لے کر آپ ﷺ کے زمانے تک بلکہ رہتی دنیا تک لوگ اس کا مشاہدہ کرتے چلے آرہے اور کرتے رہیں گے۔ چنانچہ تہوار، تقریبات میلے اور عیدیں وغیرہ یہ غیر فطری نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں انسان کی فطرت میں رکھا ہے انہیں پاک وصاف کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر قوم اور مذہب کو اللہ تعالیٰ نے تہوار عطا فرمائے ہیں جو قوم وملت کے لیے ذہنی اور روحانی اطمینان کا سبب بنتے ہیں۔ قرآن حکیم اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتا ہے:

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ [11]

(اللہ نے ہر ایک امت کے لئے ایک طریق عبادت مقرر کیا ہے جس پر وہ لوگ اس کی عبادت کرتے ہیں۔)

آیت مقدسہ میں لفظ منسک سے مراد صرف قربانی ہی نہیں بلکہ یہ لفظ اپنے اندر وسیع تر مفہوم رکھتا ہے۔ اس سے مراد عبادات کے مختلف مناہج اور طرق اور خاص تہوار ہیں جس پر ہر مذہب اور قوم کے لوگ اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔ مولانا مودودی تفہیم القرآن میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ: ”یہاں مَنْسَک کا لفظ قربانی کے معنی میں نہیں بلکہ پورے نظام عبادت کے معنی میں ہے،،[12] آیت مبارکہ اور قول مفسر سے پتہ یہ چلتا ہے کہ ہر قوم کو اللہ تعالیٰ نے مختلف تہواروں سے نوازا ہے جس میں وہ اپنی تہذیب و ثقافت اور مذہبی اقدار کی حفاظت کر سکیں، اپنے رب کی عبادت، مذہبی عقیدت کا اظہار اور ملکی ثقافت کو برقرار رکھ سکیں۔ رفیع اللہ

---

[9] المائدہ5 :97

[10] راغب اصفہانی - المفردات فی غریب القرآن - بیروت-لبنان :دارالمعرفۃ ،کتاب القاف ،ص:411

[11] الحج 22 : 67

[12] تفہیم القرآن، ج:3، ص:249

شہاب[13](1931- 2003) لکھتے ہیں کہ:

تہوار عام طور پر مذہبی جوش و جذبے سے منائے جاتے تھے بلکہ رفتہ رفتہ مذہبی تقدس حاصل ہو گیا ان تہواروں کی وجہ سے قوموں میں ایک یکجہتی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور ان کو ثقافتی اور امن ترقی میں مدد ملتی ہے،،[14] دنیا بھر میں تمام مذاہب سے وابستہ کچھ ایام ایسے ہوتے ہیں جنہیں خصوصی اہمیت حاصل ہوتی ہے اور ان تہواروں کو مذہبی عقیدت اور جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔ نبی مہربان ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

ان لکل قوم عیدا وھذا عیدنا [15]

(بے شک ہر قوم کی عید ہے اور یہ (عید الفطر اور عید الاضحی) ہماری عیدیں ہیں۔)

آپ ﷺ کے فرمان سے واضح ہوتا ہے کہ ہر قوم کے لئے کوئی نہ کوئی خوشی کا دن ہوتا تھا جو ان کے لیے عید کا دن ہوتا۔ جہاں مسلمانوں کے لیے عید کی تعیین کر دی گئی ہے، وہاں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ مسلمانوں اور دیگر اقوام کے تہواروں میں نمایاں فرق بھی موجود ہے۔ اگر یہ فرق ملحوظ نہ ہوتا تو الگ طور پر عیدین کے ایام مقرر کرنے کی بجائے سابقہ اقوام و ملل کی عیدوں میں سے کسی ایک دن کو مسلمانوں کے لیے بطورِ تہوار منتخب کر لیا جاتا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی دعا جو انہوں نے قوم کے لیے کی تھی حکایۃ نقل کرتے ہوئے فرمایا:

اللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا[16]

(اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی۔)

آیت کریمہ میں عید سے مرادت خوشی و مسرت کا وہ واقعہ ہے جو آنے والی نسلوں کے لئے یادگار قرار پائے۔ یہ واقعہ جمعہ کے دن شام میں پیش آیا تھا اور اسی روز رات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اور گڈ فرائی ڈے (Good Friday) جو منایا جاتا

---

[13] پاکستانی ماہر تعلیم، مؤرخ، دانشور، محقق، ملتان میں پیدا ہوئے تھے۔ 1960ء سے اخبارات و رسائل میں لکھنا شروع کیا۔ ماہنامہ فکر و نظر، طلوع اسلام، سہ ماہی معارف، روزنامہ امروز، فرنٹیر پوسٹ میں اور پاکستان ٹائمز میں ان کی تخلیقات شائع ہوئیں 1979ء میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور میں بطور ماہر مضمون عربی مقرر ہوئے

[14] شہاب، رفیع اللہ۔ اسلامی تہوار اور رسومات۔ لاہور: دوست ایسوسی ایٹس 1995، ص:10

[15] مسلم بن حجاج ، الجامع الصحیح مسلم ،کراچی:قدیمی کتب خانہ ، 1349ھ ،کتاب صلاۃ العیدین ، باب الرخصۃ فی اللعب الذي لا معصية فيه في ايام العيد ،ج:1،ص:291

[16] المائدہ 5: 114

ہے۔عیسائی مذہب کے مطابق یہ دن روزوں کے ایام کے آخری جمعہ کو یسوع مسیح کو صلیب پر چڑھانے کی یاد میں منایا جاتا ہے چیمبر ڈکشنری میں بھی گڈ فرائی ڈے کا یہی معنیٰ مراد لیا گیا ہے۔[17]

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر مذہب میں تہوار اہمیت کے حامل رہے ہیں۔ اگرچہ تہواروں میں لوگوں نے خرابیاں پیدا کر دیں تھیں مگر انبیآء کرام علیہم السلام نے تشریف لا کر اس کی کانٹ چھانٹ کی لہذا تہوار فطرت انسانی میں ودیعت رکھے گئے ہیں۔ ہر قوم اور مذہب کی ضرورت ہیں۔ مذہب انہیں اپنے رنگ میں رنگتا ہے، انہیں پاک صاف کرتا ہے۔ اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالأَغْلاَلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ[18]

(وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔)

اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ انبیآء اکرام اور اس مقام پر بالخصوص نبیٔ مہربان ﷺ کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ آپ انہیں نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں اور ہر وہ برائی جس کا تعلق انسان کی نفرادی زندگی سے ہے یا اجتماعی سے خواہ وہ تہواروں میں ہوں یا تہواروں کہ علاوہ، مذہب اس سے منع کرتا ہے اور اس کو ختم کرنے کا حکم دیتا ہے اور جو پاک اور طیب چیزیں ہیں ان کے لیے جائز بتاتا ہے اور انہیں گندی چیزوں سے دور رہنے کا حکم دیتا ہے اور ان پر سے بوجھ اور قیدیں جو ان پر اب تک تھیں اتارے دیتا ہے۔ اغلال ہر وہ لوہے کی کڑی جسے ہاتھ کو باندھ کر گردن سے جکڑا جائے اور اصر ہر وہ بوجھ جو انسان پر پڑنے کے بعد اسے حرکت کرنے سے روک دے۔ گویا مذہب کانٹ چھانٹ کر کہ انسان کو وہ کام کرنے کا حکم صادر کرتا ہے جس کو سرانجام دے کر انسان روحانی اطمینان بھی حاصل ہو جائے اور اپنے خالق کی بارگاہ میں کھڑا ہونے کے قابل بھی۔

تہواروں کی سماجی اہمیت:

تہواروں کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی ہو جاتا ہے کہ یہ انسان کی طبعی اور مادی ضروریات کو پورا کرنے میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں چونکہ مل جل کر رہنا انسانی فطرت کا طبعی تقاضا ہے۔ کسی انسان کے لئے کروڑوں اسباب راحت اور آسائش فراہم کر دیئے جائیں اور اسے بے شمار نعمتیں حاصل ہوں مگر اسے اس کے ہم جنسوں سے علیحدہ کر دیا جائے کہ وہ نہ کسی سے مل سکے محض تنہائی کے عالم میں رہے تو یقیناً یہ تنہائی اس کے لئے سخت اذیت اور تکلیف کا باعث ہو گی اور وہ یہ چاہے گا کہ جملہ اسباب راحت و آسائش باقی رہیں نہ رہیں لیکن تنہائی کی اس قید سے مجھے نجات مل جائے اور میں آزاد ہو کر اپنے ہم جنسوں کے ساتھ مل کر زندگی بسر کروں۔ اس طبعی

[17] *The Chambers dictionary*, New Delhi: allied publishers 2006.P:639

[18] الاعراف 7 : 157

تقاضے سے معلوم ہوا کہ اجتماعی زندگی انسان کی قلبی راحت اور ذہنی سکون کے لئے کس قدر اہم اور ضروری ہے۔ اور یہ اجتماعات ہمیں تہواروں کی صورت میں حاصل ہوتے ہیں۔ قرآن مجید اگرچہ اجتماع اور تہواروں کی کتاب نہیں کہ براہ راست اس پر گفتگو کرے لیکن پھر بھی وہ اپنے دائرہ بحث میں جو کچھ ارشاد فرماتا ہے اس کے پیچھے وہ بہت سی علمی حقیقتوں کی طرح انسانی فطرت کو بھی ملحوظ خاطر رکھتا ہے اور ضمناً ان حقائق کی طرف بھی واضح اشارے کرتا ہے جن کے جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن بھی انسانی فطرت کو اجتماعیت پسند قرار دیتا ہے چنانچہ سورۃ روم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ جَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّ رَحۡمَۃً[19]

(اور تمہارے آپس میں محبّت اور رحمت رکھی۔)

اس ایک آیت میں قرآن نے معجزانہ طریق سے فلسفہ معاشرت کا ایک سمندر بند کر دیا ہے۔ مقام اور منصب کا تعین فرمایا ہے۔ گویا بنیادی طور پر قرآن کریم نے واضح کیا ہے کہ انسان اجتماعیت کا دلدادہ پیدا کیا گیا ہے وہ تنہائی سے وحشت محسوس کرتا ہے وہ قلبی تسکین چاہتا ہے ہو یہ بھی تمنا کرتا ہے کہ اس سکون کو کیونکر عمل زندگی میں پیدا کیا جاتا ہے۔ اسی لئے ارشاد ہے کہ ان باتوں میں سوچنے اور غور کرنے والوں کے لئے کئی نشانیاں ہیں۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادی لکھتے ہیں کہ: "ماہرین اجتماعیات چاہیں تو علوم طبعی اور علوم اجتماعیت کا ایک پورا فلسفہ انہیں اصول اور بنیادی کلیات سے تیار کر سکتے ہیں[20]"۔

اجتماعی زندگی کے بغیر کسی صاحب کمال کی خوبیاں قوت سے فعل میں نہیں آ سکتیں۔ کوئی کاریگر اجتماعی زندگی کے بغیر اپنی صناعی کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔ نہ کوئی عالم و فاضل اپنے علم و فن کے جوہر دکھا سکتا ہے۔ غرض کوئی انسان اجتماعیت کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا اور دنیا کا کوئی ارتقائی نظریہ پورا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کسی شخص کی مادی ضرورتیں بھی اجتماعی زندگی کے بغیر پوری نہیں ہو سکتیں۔ بڑی ضرورتوں کو چھوڑ کر ایک چھوٹی سی ضرورت اپنے سامنے رکھ لینے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اجتماعی زندگی کو ہماری ضروریات میں کتنا دخل ہے۔ مثلاً آپ کسی کو خط لکھنا چاہیں تو آپ کو قلم، روشنائی اور پوسٹ کارڈ کی ضرورت ہو گی۔ خط لکھنا ایک ضرورت ہے مگر اس ایک ضرورت کے ساتھ تین ضرورتیں آپ کو اور لاحق ہو گئیں۔ ان تینوں میں سے ہر ایک ضرورت کے ساتھ آگے کتنی ضروریات متعلق ہیں اور ان کا پورا ہونا افرادِ انسانی کی کس قدر عظیم تعداد سے وابستہ ہے۔ اسی طرح ارشاد باری ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّ اُنۡثٰی وَ جَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا[21]

(اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو۔)

---

[19] روم 30 : 21

[20] تفسیر ماجدی، ص:836

[21] الحجرات 49 : 13

گویا آیت کریمہ میں گھریلو زندگی۔خاندانی اور قبائلی اجتماعیت اور اس کے معاشرے کا نہایت جامع اور مختصر بیان ہے اور اچھے معاشرے کے لئے اعلیٰ کردار تقویٰ اور پرہیز گاری کو لازم قرار دیا، نسلی امتیازات کو یکسر ختم کر دیا اور فرمایا کہ قوموں اور برادریوں کی یہ تقسیم محض تعارف کا ذریعہ ہے اور اسے اسی حد تک باقی رہنا ضروری ہے۔

تمام انسانوں کی اصل ایک ہی ہے اور وطن و قومیت کا تعصب ان کے لیے تباہ کن ہے اس لیے انسانیت کی بھلائی اسی میں ہے کہ تمام انسانوں کو یکساں اور اجتماعی نظر سے دیکھا جائے اور سب سے ایک جیسا سلوک کیا جائے تم ایک ہی باپ اور ایک ہی ماں کی اولاد ہو، تمہاری نسل کا سلسلہ اس ایک اصل سے جا کر ملتا ہے۔ تمہارا خالق بھی ایک ہے۔ تمہارا مادہ تخلیق بھی یکساں ہے۔ تمہاری پیدائش کا طریقہ بھی ایک جیسا ہے۔ اتنی بڑی یکسانیتوں کے باوجود تمہارا ایک دوسرے پر برتری کا دعویٰ سراسر کم فہمی اور نادانی ہے۔ حدیث نبوی ﷺ میں بھی واضح کیا گیا ہے کہ اجتماعی زندگی کی کیا اہمیت ہے چنانچہ نبیِ مہربان ﷺ کا فرمان ہے:

کلکم راع و کللکم مسئول عن رعیتہ الامام راع و مسئول عن رعیتہ والرجل راع فی اہلہ وہو مسئول عن رعیتہ والمراۃ راعیۃ فی بیت زوجہا و مسئولۃ عن رعیتہا والخادم راع فی مال سیدہ و مسئول عن رعیتہ [22]

(تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہو گا۔ امام نگراں ہے اور اس سے سوال اس کی رعایا کے بارے میں ہو گا۔ انسان اپنے گھر کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔)

گویا حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص پر اس کے اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کا پورا کرنا لازم ہے یہاں واضح کیا جا رہا ہے کہ انسان اجتماعی زندگی کے ہر مرحلہ پر اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کی بجا آوری کا پورا پورا لحاظ رکھے جو ضبط و تعاون کی اصل بنیاد ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب نے اجتماعیت واشتراکیت، ایثار و قربانی، شفقت و ہمدردی، خدمت خلق اورانسانی حقوق کی اہمیت پر زور دیا ہے اگرچہ یہ تمام مذاہب مذہب اسلام کے علاوہ عملی نمونہ پیش کرنے میں قاصر ہیں۔ ان اجتماعات کا اظہار عمومی طور پر تہواروں کی صورت میں پایا جاتا ہے ان خوشی اور مسرت کے مواقع پر انسان کو ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے، مذہب کا پرچار ہوتا ہے بنیادی طور پر تہوار کسی بھی ملک و قوم کی ثقافتی و مذہبی وحدت اور قومی تشخص کی علامت سمجھے جاتے ہیں مزید یہ کہ ان اہم مواقع پر خاندانی اور سماجی تقریبات کا بھی اہتمام ہوتا ہے جس سے تہواروں کی ضرورت واہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے۔

اگر مذہب عیسائیت کی بات کی جائے تو اس مذہب کا سب سے اہم اور بڑا اجتماع کرسمس ہے جو کہ پورے اہتمام سے منایا جا رہا ہے۔ یہ آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے اس مذہب کے مطابق یہ پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا دن ہے۔ جیسا کہ Richard نے لکھا ہے:

---

[22] بخاری ، کتاب الجمعة ، باب الجمعة في القرى والمدن،ج:1،ص:122 رقم الحديث: 893

Christmas is the birthday of Jesus Christ and it's a big festival for Christians[23].

(کرسمس یسوع مسیح کی سالگرہ ہے اور یہ عیسائیوں کے لئے ایک بڑا تہوار ہے۔)

کرسمس دو الفاظ کا مرکب ہے Christ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح اور mass عوام، اجتماع اور اکٹھے ہونا کو کہتے ہیں۔ گویا کرسمس کا مطلب ہے مسیح کے لیے اکٹھے ہونا۔ یہ لفظ چوتھی صدی عیسوی میں ملتا ہے۔یعنی کرسمس چوتھی صدی سے باقاعدہ طور پر منائی جانی شروع ہوئی، کرسمس کے علاوہ اسے نوائل ،یول ڈے ، نیٹوی اور بڑے دن کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ مسیحوں کی عید کا دن ہوتا ہے۔25 دسمبر کو پوری دنیا میں مسیحی برادری مذہبی جوش وجذبے سے جمع ہو کر کرسمس ڈے مناتی ہے، ایک دوسرے کو تحائف دیے جاتے ہیں ،نئے ملبوسات خرید کر پہنے جاتے ہیں اور گھروں کے علاوہ چرچ میں بھی عبادات کی جاتی ہیں، موم بتیاں روشن کی جاتی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔

تہواروں کی مذہبی اہمیت:

تہواروں کی ضرورت واہمیت اس اعتبار سے بھی بہت زیادہ ہے کہ یہ مذہبی اور روحانی شان وشوکت کے اظہار کا سبب بنتے ہیں۔ اقوموں کے تہوار دراصل ان کے نظریات و تصورات اور ان کی تاریخ وروایات کے ترجمان اور ان کے قومی مزاج کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔
اگر مسیحی مذہب کو دیکھا جائے تو اس میں کرسمس کے موقعہ پر سانتا کلاز[24] کا بھی بچوں کے لئے عجیب وغریب اور دلچسپ کردار ہے جس کے بارے میں بچوں کو بتایا جاتا ہے کہ اس دن سانتا کلاز ہر گھر میں آتے ہیں اور بچوں کے لئے تحفے تحائف اور کھلونے دے کر جاتے ہیں سانتا کلاز کے بارے میں ہے کے یہ رومن ایمپائرز کے دور یا اس سے بھی قبل تھا کہ جب موسم بدلتا ہے اور برف باری ہوتی ہے تو آسمان سے کوئی فرشتہ اترتا ہے جس کے بال اور داڑھی سفید برف کی مانند ہوتی ہے اور وہ بچوں کے لئے تحفے لے کر آتا ہے۔
کرسمس کے موقع پر مذہبی مجالس کا انعقاد کیا جاتا ہے مختلف قسم کی عبادات سر انجام دی جاتی ہیں ، نیز سماجی ، معاشرتی اور خاندانی تقریبات منعقد کی جاتی ہیں جس میں مذہبی اور روحانی اشعار بھی پڑھے جاتے ہیں جس سے مذہب کا پرچار ہوتا ہے لوگوں کے دلوں میں مذہب کی شان وشوکت گھر کر جاتی ہے ۔اس موقع پر مختلف قسم کے نغمے ۔ موسیقی ۔ڈرامے اور فلموں بھی بنائی جاتی ہیں جس میں مذہب کو خصوصی طور پر مد نظر رکھا جاتا ہے۔

---

[23] Richard Northcott. *Festivals Around the World*. Oxford University Press, 2015,P:7

[24] مغربی مسیحی ثقافت کا ایک افسانوی کردار جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کرسمس کے موقع پر اچھے اور نیک بچوں کے لیے مختلف تحفے لے کر آتا ہے۔ روایتاً موجودہ سانتا کلاز قطب شمالی میں رہتا ہے جہاں کا پتا دنیا میں کسی شخص کو نہیں سینٹ نیک، سینٹ نیکولس، کرس کرینگل، فادر کرسمس یا سینٹا بھی کہتے ہیں۔

مسیحی کمیونٹی نے جب حضرت عیسیٰ ؑ کی سالگرہ کا دن منانا شروع کیا تو انہوں نے بچوں کے دلوں میں اس کردار کے بارے میں ایک مذہبی احترام پیدا کر دیا اور بچوں کو اس کے بارے میں مختلف واقعات سنائے جاتے ہیں اور پھر ہر گھر میں رات کو ایک کرسمس بھی سجایا جاتا ہے اور والدین بچوں کے لئے کھلونے لا کر اس میں چھپا دیتے ہیں صبح کو جب بچہ اٹھتا ہے تو اسے بتایا جاتا ہے کہ رات کو سانتا کلاز آپ کے لئے تحائف چھوڑ کر گئے تھے، جب بچے کرسمس ٹری میں اپنے لئے تحفے دیکھتا ہے تو وہ حیرت انگیز خوشی کے جذبات اس کے دل میں سانتا کلاز سے محبت پیدا کر دیتے ہیں یوں یہ تہوار عیسائیت میں مذہبی شان و شوکت کا ذریعہ بنتا ہے۔

یوم السبت جو کہ یہودیوں کا تہوار ہے تمام یہودی بڑی دھوم دھام سے اس تہوار کو مناتے ہیں۔ اس تہوار میں تمام یہودی اپنا کاروبار بند کر کے اس میں شرکت کرتے ہیں۔ یوم السبت میں شریک نہ ہونے والوں کو سزا بھی دی جاتی ہے جیسا کہ بائبل مقدس میں ہے کہ:

> Ye shall keep the Sabbath therefore, for it is holy unto you. Every one who defileth it shall surely be put to death; for whosoever doeth any work therein, that soul shall be cut off from among his people[25].
>
> (سبت کے دن کو خاص دن مناؤ۔ اگر کوئی آدمی سبت کے دن کو دوسرے عام دنوں کی طرح مناتا ہے تو وہ شخص ضرور مار دیا جانا چاہئے۔ کوئی شخص جو سبت کے دن کام کرتا ہے اسے اپنے لوگوں سے ضرور الگ کر دیا جانا چاہئے۔)

توراۃ کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب یہودیت میں بھی تہوار اہمیت کے حامل ہیں۔ جو کہ ان کے مذہب کی عکاسی کرتے نظر آتے ہیں۔ بلکہ تہوار میں شریک نہ ہونے والوں کو مستحق سزا بھی قرار دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اس تہوار کا یوں ذکر کیا گیا ہے:

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ[26]

(ہفتہ تو انہیں پر رکھا گیا تھا جو اس میں مختلف ہو گئے۔)

آیت مقدسہ میں ہفتہ کا دن یہودیوں کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس آیت کے تحت محمود آلوسی (متوفی 1270ھ) تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ:

انما فرض تعظیمه والتخلی للعبادة و ترک الصید[27]

(بیشک اس دن کی تعظیم اور اس کو عبادت کے لیے خاص کرنا اور اور شکار کو ترک کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔)

---

[25] King James. *The holi Bibal*. Exodus 31:14, English trans ,21st Century Version (KJ21)

[26] النحل 16 :124

[27] آلوسی ،محمود - روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی - بیروت ولبنان :الطباعۃالمنیریہ،ت ن ،الجزء الرابع عشر،ص:252

قرآن مجید قول مفسر اور توراۃ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہر دور اور ہر مذہب میں تہوار دھوم دھام سے منائے جاتے رہے ہیں جو کسی نہ کسی چیز کی یادگار پر دلالت کرتے ہیں اوران سے مذہبی شان وشوکت کا ظہور ہوتا ہے۔ایسے ہی ہندوؤں کے تہوار ہولی(Holi)اور دیوالی(Diwali) کو اگر دیکھا جائے تو ہندو مذہب کی شان وشوکت کا اظہار ان میں ہوتا ہے ہندوؤں میں یہ دو تہوارانتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ان تہواروں میں میں بڑے پیمانے پر خرید وفروخت کی جاتی ہے۔خاص طور پر دیوالی کے موقع پر خریداری کرنے کو اچھا شگون سمجھا جاتا ہے۔ البتہ یہ تہوار ہندی مذاہب کی روحانی اور مذہبی عکاسی کرتے ہیں جیسا کہ ہندوؤں کے روحانی استاذ سوانندہ (Sivananda۔1963۔1887)نے اپنی کتابHindu Fasts & Festivalsمیں لکھاہے کہ:

Festivals like Holi have their own spiritual value. Apart from the various amusements, they create faith in God if properly observed. Hindu festivals always have a spiritual significance.[28]

(ہولی جیسے تہواروں کی اپنی روحانی قدر ہوتی ہے۔مختلف تفریحی مقامات کے علاوہ، اگر صحیح طریقے سے مشاہدہ کریں تو وہ خدا پر اعتماد پیدا کرتے ہیں۔ہندو تہواروں کو ہمیشہ روحانی اہمیت حاصل ہے۔)

سوانندہ کی اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ ہندو تہواروں کی بہت بڑی اہمیت ہے ان کے ذریعے لوگوں میں مذہبی اور روحانی رجحان پیدا ہوتا ہے انہیں تہواروں کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں مذہب سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ہر کوئی اپنے مذہب پر جان نچھاور کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔جن ممالک میں مذہبی ہم آہنگی موجود ہے وہاں نسبتاً امن اور معاشرتی آداب کا دائرہ کار زیادہ ہے۔ اس ضمن میں تہوار نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

بدھ مت جس کا شمار دنیا کے بڑے مذاہب میں ہوتا ہے کو دیکھا جائے تو اس مذہب میں بھی ایسے تہوار پائے جاتے ہیں جن کے ذریعے سے مذہب کے ساتھ ایک خاص قسم کا لگاؤ پیدا ہوتا ہے ۔اس مذہب کے سب سے اہم تہواروں میں سے ایک تہوارVaisakhaہے جو کہ اس مذہب کے بانی گوتم بدھ کی پیدائش کا دن ہے(Buddha's Birthday)اسے بدھ پورنیما(Buddha Purnima) اور بدھ جینتی (Buddha Jayanti) بھی کہتے ہیں۔

مہاتما بدھ کی زندگی میں تین دن بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں جس دن وہ پیدا ہوئے، جس دن انہیں بصیرت یا ہدایت الہام ہوئی اور جس دن وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ بصیرت یا حصول ہدایت کے بعد تا دم آخریں کم وبیش پنتالیس سالوں تک انہوں نے تبلیغ واشاعت کا کام کیا۔ اس تہوار کو پوری دنیا میں بڑے جذبے کے ساتھ منایا جاتا ہے۔یہ تہوار تین عظیم یادگاروں گوتم بدھ کی پیدائش ،نروان اور پری نروان پر مشتمل ہے۔یہ تہوار مختلف ممالک میں مختلف تاریخ کو منایا جاتا ہے۔چاند کے پورا ہونے کے ساتھ ہی اس تہوار کو جوش وخروش سے منایا جاتا ہے جیسا کہ جواہر لعل نہرو نے لکھا ہے کہ:

---

[28] Sri Swami Sivananda. *Hindu Fasts& Festivals*. India: The Divine Life Society, Eighth Edition: 1997,P:19

It is stated in Buddhist literature that Buddha was born on this full moon day of Vaisakha (May-June)[29]

(بدھ مت ادب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مہاتما بدھ Vaisakha (مئی سے جون) کے اس پورے چاند کے دن پیدا ہوا تھا۔)

لہذا پوری دنیا میں اس مذہب کے ماننے والے اپنے بانئ مذہب کی یاد میں اس دن کو سفید لباس پہن کر نکلتے ہیں، اپنے گھروں کو آراستہ کرتے ہیں، شاہراؤں پر چراغاں کرتے ہیں اور روحانی اور اخلاقی سربلندی کے لیے خصوصی رسوم اور عبادات کرتے ہیں یوں اس تہوار کے ذریعے مذہبی شان وشوکت کا ظہور ہوتا ہے۔

ایسے ہی بیساکھی سکھوں کے ہاں انتہائی اہمیت کی حامل ہے، دنیا بھر میں رہنے والے سکھوں کے نزدیک اس تہوار کو انتہائی مقدس سمجھا جاتا ہے یہ بکرمی مہینے بیساکھ کی پہلی تاریخ کو منایا جاتا جیسا کہ ڈاکٹر ہرجندر سنگھ دلگیر(Dr. Harjinder Singh Dilgeer)لکھتا ہے:

Vaisakhi is the first day of Vaisakhi, the second month of the Bikrarni calendar.[30]

(بیساکھی بکرمی کیلنڈر کے مطابق دوسرے مہینے بیساکھ کا پہلا دن ہے۔)

سکھ مذہب کو ماننے والے ایک خاص جگہ (گردواروں) میں جمع ہو کر مذہبی عبادت بجالاتے ہیں، اس موقع پر وہ پیلے رنگ کو خاص اہمیت دیتے ہیں۔ اس دن ان کے دسویں گرو (گرو گوبند سنگھ) نے پانچ پیاروں کا امتحان لے کر سکھ مذہب میں ذات پات کے تصّور کو ختم کیا تھا ۔پنجاب کے کسان بیساکھی کو بطور تہوار مناتے ہیں کیونکہ اس وقت بہار اپنے عروج سے اختتام کی طرف بڑھتی ہے، پھول اپنی خوشبو بکھیر رہے ہوتے ہیں اور آم کے درختوں پر بُور اور کلیوں کی بہتات ہوتی ہے۔

مذہب اسلام میں بھی تہوار انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ اسلامی معاشرہ میں مختلف تہواروں کا انعقاد کیا جاتا ہے تاکہ انسان اللہ سبحانہ و تعالی کی نعمتوں کا شکر ادا کرسکے یہ خوشی مسرت کے ایام اصل میں شکران نعمت کا ایک ذریعہ بھی ہے۔ اسلام میں تہواروں کی بنیاد دیگر مذاہب کے برعکس روحانیت پر ہے ۔اسلامی تہوار منانے کا انداز منفرد ہے کیونکہ اسلامی تہواروں میں ذکرو عبادات ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کا ہر کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے لیے ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ [31]

(تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللّٰہ کے لئے ہے جو رب سارے جہان کا۔)

---

[29] The Discovery of India, P:120

[30] Harjinder Singh Dilgeer, Dr. *Dictionary of Sikh Philosophy*. Sikh University Press, 2005,Ed:1, P:243

[31] انعام:6: 162

آیت مقدسہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا ہر کام، ان کا جینا، مرنا، خوشی، غم اور ان کی تقریبات تمام خالصتا روحانی اور اپنے پروردگار کے لیے ہوتی ہیں۔ اسلام نے مسلمانوں کو دو بڑے تہوار عطا کیئے ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ یہ دونوں تہوار انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ عید الفطر بہت سی خوشیوں اور رحمتوں کا مجموعہ ہے۔ جن میں سے ایک رمضان المبارک کے روزوں کی خوشی، دوسرے رمضان میں قیام لیل (تراویح) کی خوشی، تیسری نزول قرآن، چوتھی لیلۃ القدر اور پانچویں اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزہ داروں کے لئے رحمت و بخشش اور عذاب جہنم سے آزادی کی خوشی۔ پھر ان تمام خوشیوں کا اظہار صدقہ و خیرات جسے صدقہ فطر کہا جاتا ہے، کے ذریعے کرنے کا حکم ہے تاکہ عبادت کے ساتھ ساتھ خرچ اور خیرات کرنے کا عمل بھی شریک ہو جائے۔ یہی وہ وجوہات ہیں جن کی بناء پر اس دن کو مومنوں کے لئے "خوشی کا دن" قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ مزدوری کی صورت میں عید الفطر کے دن عطا فرماتا ہے۔ قرآن مجید نے روزوں کا جو واضح مقصد بیان فرمایا وہ تقوی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ[32]

(اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔)

آیت کریمہ سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس عبادت کا مقصد مسلمانوں کی روحانی نشو و نما اور تقویٰ ہے۔ اس تربیت کے دوران مسلامانوں کو پورے تیس دن طلوع فجر سے غروب آفتاب تک بھوکا، پیاسا اور جماع سے باز رہنا پڑتا۔ ایک مہینے کے بعد جب مسلمان اپنے دل و نگاہ کی تعمیر کر چکے ہوتے ہیں اس وقت ان کے سامنے دنیا کی کشش کم اور اپنے خالق حقیقی کی رضا زیادہ سے زیادہ ہو چکی ہوتی ہے تو ایسے عالم میں اللہ رب العزت اس نعمت کے شکر عید الفطر منانے کا حکم دیتا ہے۔ عید الفطر کا تہوار پورے عالم اسلام میں نہایت تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ اگرچہ ہر مذہب اپنے تہوار دھوم دھام سے مناتے ہیں مگر جو روحانی خوشی مسلمانوں کو عید کے تہوار پر ہوتی ہے مذاہب عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

عید الاضحی یہ مسلمانوں کا دوسرا بڑا تہوار ہے جو ذوالحجۃ کی دس تاریخ کو سنت ابراہیمیؑ کی یاد میں منایا جاتا ہے، پوری دنیا کے مسلمان اس دن کو بڑے جوش اور جذبے سے مناتے ہیں عید الاضحی کے موقع پر حضرت ابراہیمؑ کی عظیم قربانی کا اعادہ کرتے ہوئے اور ذبیح اللہ حضرت اسماعیلؑ کی فرمانبرداری و اطاعت کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو رضائے الٰہی کے لئے قربان کرنے کا درس یاد کرتے ہیں۔ اس تہوار کو مسلمان اپنے جانوروں کو قربان کر کہ جد الانبیآء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو تازہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ سے جب صحابہ کرام نے قربانی کہ بارے سوال کیا کہ یہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

سنة ابيكم ابراہیم[33]

(تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔)

---

[32] البقرہ 2 :183

[33] ابن ماجہ ،کتاب الاضاحی ،باب ثواب الاضحیہ،ص:226،رقم الحدیث:3127

اسلامی تاریخ ہی ایثار و قربانی کی تاریخ ہے۔ کبھی مال کی قربانی، کبھی وطن کی، کبھی خواہشات کی، اور کبھی اہل و عیال کی، حتی کہ کبھی جان کی۔ انسانی تاریخ میں سب سے پہلی قربانی حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل نے کی۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی در حقیقت اس اخلاص للّٰہیت اور جزبہ ایثار کو پروان چڑھانے کی ایک کوشش ہے۔ قربانی کا فلسفہ ہی اخلاص، روحانیت، تقوی، احسان، ایثار ریاضت اور مجاہدانہ کردار کی تیاری کو یقینی بنانا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالی کی نظر میں اس قربانی کی کوئی اہمیت نہیں جس کے پیچھے تقوی کے جذبات نا ہوں۔ بلکہ خدا کے دربار میں تو وہی عمل مقبول ہے جس کا محرک تقوی ہو اور مقصود رضائے الہی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ[34]

(اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیز گاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔)

رضائے الہی کے پیش نظر قربانی کرنے والا گوہر مراد کو پالیتا ہے کیوں کہ حضرت ابراہیمؑ کا مقصود و مدعا بھی یہی تھا۔ یوں یہ اسلامی تہوار خواہشات کو ختم کرنے کا ذریعہ بھی ہے اور اسلاف کی یادگاروں کے تحفظ کا درس بھی دیتا ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ترین عمل ہی اسلاف کی یاد میں اللہ کی رضا کی خاطر قربانی کرنا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

ما عمل آدمی من عمل یوم النحر، احب إلی الله من اهراق الدم انها لتاتی یوم القیامۃ بقرونهاواشعارها واظلافهاوان الدم لیقع من الله بمکان قبل ان یقع من الارض فطیبو بها نفسا [35]

(قربانی کے دن اللہ کے نزدیک آدمی کا محبوب ترین عمل خون بہانا ہے، قیامت کے دن قربانی کے جانور اپنی سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئیں گے قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے قبولیت کا درجہ حاصل کرلیتا ہے، اس لیے خوش دلی کے ساتھ قربانی کرو۔)

گویا قربانی کا اصل مدعا مسلمان کے دل میں محبت، خلوص، ایثار اور جرات و بہادری پیدا کرنا اور اللہ کی رضا کے لیے ہر شے قربان کرنے کا جزبہ پیدا کرنا ہے۔ یہ ہی اسلامی تہواروں کا حقیقی مقصد و منشاء ہے۔ جس کو پوری دنیا کے مسلمان سیرت نبوی ﷺ کی راہنمائی سے مناتے ہیں۔

تہواروں کی معاشی اہمیت:

تہواروں کی ایک اہم خصوصیت ان کا معاشی پہلو ہے۔ یہ میلے اور تہوار لوگوں کو نہ صرف تفریح فراہم کرتے ہیں بلکہ روزگار اور کاروباری مواقع کا بھی اہم زریعہ بنتے ہیں. بہت سے لوگوں کے روزگار کا ذریعہ تہوار ہیں۔ اگر مسیحیت کی بات کی جائے تو دُنیا بھر میں کرسمس کے تہوار کے موقع پر جہاں مذہبی پہلو اجاگر ہوتا ہے ساتھ ہی معاشی پہلو بھی نمایاں ہے۔ کرسمس کے موقع پر گھروں، سڑکوں اور گرجا گھروں کو مزین کیا جاتا ہے۔ عموماً سرخ اور سبز رنگ استعمال کیا جاتا ہے۔ سڑکوں، شاہراہوں اور بازاروں میں خصوصی بینر،

---

[34] الحج 22 : 37

[35] ترمذی، محمدبن عیسیٰ -جامع ترمذی - کراچی :قدیمی کتب خانہ ،ت ن ،کتاب الأضاحی ،باب ما جآء فی فضل الاضحیہ، ج:1،ص:275

بجلی کے قمقمے اور نمایاں مقامات پر شجرہ کرسمس لگائے جاتے ہیں۔ کرسمس کے اسباب آرائش کے لیے پہلی مخصوص دکان 1860ء کی دہائی میں جرمنی میں کھلی اور جلد ہی اس قسم کی دکانوں کی بہتات ہوگئی اور کاروباری ادارے ان اسباب کی تیاری میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کرنے لگے۔ پہلے گھروں میں یا جشن کے موقع پر قدرتی درخت ہوتے تھے لیکن اب مصنوعی درخت رکھے جاتے ہیں جن کی قامت و جسامت مختلف ہوتی ہے، تاہم اب بھی کچھ لوگ قدرتی درخت استعمال کرتے ہیں۔ کچھ کمپنیاں خاص اس مقصد کے لیے صنوبر کے درخت اگاتی ہیں اور کرسمس سے کچھ پہلے اسے فروخت کرتی ہیں۔

ہندو مذہب میں دیوالی کو خرید و فروخت کا بہت بڑا دن سمجھا جاتا ہے۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بھی کرسمس سے کم نہیں۔ عموماً اس موقع پر اپنے گھر والوں کے لئے کپڑے خریدے جاتے ہیں۔ ہندو دھرم ماننے والے جائداد خریدنا، پونجی لگانا، مال وزر خریدنا اسی موقع پر کرنا باعثِ برکت سمجھتے ہیں۔ بھارت میں دیوالی کا موقع سونے چاندی، زیورات کی خریداری کا اہم ترین موقع ہے۔ مزید یہ کہ مٹھائیاں، پٹاخوں کی خرید و فروخت کا موسم ہوتا ہے۔

بیساکھی کا تہوار برصغیر کے ان حصوں میں منایا جاتا ہے جہاں کا ذریعہ معاش زراعت ہے۔ سکھ مذہب کے ماننے والے اس روز گرد وارے میں جمع ہو کر اپنی عبادت بجالاتے ہیں۔ دور دراز سے لوگ اس میلے کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں جس سے ٹرانسپورٹ والے بھی اچھا خاصا روزگار کما لیتے ہیں۔ مٹھائی کی دکانیں، بچوں کے کھلونوں کی مختلف قسموں کی دکانیں سجتی ہیں۔ اعلیٰ قسم کے جھولے لگائے جاتے ہیں جس سے بچے اور جوان لطف اندوز ہوتے ہیں۔ بدھ مت میں ویساکھا (Vaisakha) تہوار کے موقع پر راستوں کو چراغاں کرنے کے لئے مختلف دوکانوں میں بڑے پیمانے پر خرید و فروخت کی جاتی ہے۔

بسنت جس کا دوسرا نام پتنگ بازی ہے برصغیر پاک وہند میں منایا جانے والا ایک قدیم تہوار ہے اور لاہور کے باسی ہمیشہ سے اس تہوار کو ایک نئے جوش اور نئی ترنگ کے ساتھ مناتے ہیں۔ اس تہوار کی رنگینی اور دلکشی نے اسے دوسرے علاقائی تہواروں سے ہمیشہ ممتاز رکھا۔ لاہور میں آل پاکستان کائٹ فلائنگ ایسوسی ایشن کے عہدیدار مل بیٹھ کر فروری کے کسی آخری ہفتے کو بسنت کا تہوار منانے کے لیے مختص کرتے ہیں جو کہ بسنت کا دن کہلاتا ہے۔ موسم بہار کی آمد کا جشن منانا دنیا کے بہت سے معاشروں میں ایک معمول رہا ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد حکومت میں بھی یہ میلہ بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا تھا۔ مہاراجہ اور اس کے درباری زرد لباس زیب تن کرتے اور جب ان کا جلوس قلعہ لاہور سے شالامار کی طرف روانہ ہوتا تو سرسوں کے کھیتوں کے زرد زرد پھولوں کے درمیان سے اس زرد پوش جلوس کا منظر بہت دلفریب ہوتا۔ جیسا کہ Suvir Kaul لکھتے ہیں:

Historically, Maharaja Ranjit Singh held an annual Basant fair and introduced kite flying as a regular feature of the fairs held during the 19th century which included holding fairs at Sufi shrines. Maharaja Ranjit

Singh and his queen Moran would dress in yellow and fly kites on Basant.[36]

(تاریخی طور پر، مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ایک سالانہ بسنت میلہ لگایا تھا اور انھوں نے 19 ویں صدی کے دوران منعقد ہونے والے میلوں کی باقاعدہ خصوصیت کے طور پر پتنگ بازی کا آغاز کیا تھا جس میں صوفی مزارات پر میلے رکھنا بھی شامل تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ اور اس کی ملکہ موران بسنت پر پیلے رنگ کے لباس اور اڑتی پتنگیں پہنتی تھیں۔)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ تہوار سکھ مذہب کی اہم یادگار ہے اور سکھوں کہ ہاں یہ مذہبی تہوار کہ طور پر منایا جاتا ہے۔ بسنت تہوار میں چونکہ سردیوں کا موسم ختم ہو رہا ہوتا ہے جو لوگ شدت سردی کی وجہ سے گھروں میں بند تھے مناسب درجہ حرارت ہونے پر گھروں سے باہر آتے ہیں اور خزاں اور سردی کی شدت کی بے رنگی اور بدمزگی جو ان کے مزاج اور آنکھوں پر چھائی ہوئی ہے اسے باہر آکر تیز رنگوں والے کپڑے پہن کر باہر گھوم پھر کر یا پتنگ بازی کر کے طبیعت کے اس زنگ کو اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شوق کا زیادہ اظہار پتنگ بازی کی شکل میں نکلتا ہے۔ سپاٹ آسمان اچانک رنگوں سے سج جاتا ہے۔ فطرت انگڑائیاں لیتی ہے اور ایک نئی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔

پیلے اور زرد رنگ کا بسنت سے خاص تعلق سمجھا جاتا ہے اس کی وجہ غالبا یہ ہے کہ قدیم ہندو معاشرہ میں خاص طور پر پنجاب کا علاقہ کیونکہ ایک زرعی علاقہ تھا اس لِئے اس کے بہت سے تہوار موسموں سے منسلک تھے چنانچہ سردیوں کے اختتام پر کھلنے والے ابتدائی پھول بہار کی آمد کا اعلان کرتے تھے۔ اس موسم میں کیونکہ سرسوں کی فصل تیار ہوتی تھی اور ہر طرف پیلے پھول کھلے نظر آتے تھے۔ دوسری طرف باغوں میں بھی گیندے کے زرد پھول اپنے رنگ بکھیرتے تھے یہی وجہ ہے کہ بسنت کے تہوار پر ہمیشہ سے پیلا اور زرد رنگ غالب رہا ہے۔ خاکی رنگ کی زمین سرسوں کے پیلے اور ہرے رنگ کی وجہ سے رنگین ہو جاتی ہے۔ بہار کے دوسرے پھول اور پرندوں کی چہچہاہٹ خوشیوں کے پیغام لاتی ہیں کہ یہ بسنت ہے یہ جشن بہاراں ہے۔ فطرت کے اس رنگوں بھرے اور خوشیوں بھرے جشن میں انسان بھی شریک ہو جاتے ہیں۔ یوں بسنت کا یہ تہوار لوگوں کی خوشی اور ذہنی تھکاوٹ کو دور کرنے کا سبب بنتا ہے۔

ویلنٹائنِ ڈے جو کہ ہر سال 14 فروری کو دنیا کے مختلف حصّوں بالخصوص مغربی ممالک میں منایا جاتا ہے۔ بہت سے لوگ اس تہوار کے ذریعے اپنا روزگار کماتے ہیں۔ اس موقع پر محبت کرنے والوں کے درمیان مٹھائیوں، پھولوں اور ہر طرح کے تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ سب کچھ نصرانی پادری "ویلنٹائن" کی یاد میں ہوتا ہے جس کے نام کے ساتھ اس دن کو موسوم کیا گیا۔ اعداد و شمار کے مطابق ہر سال ویلنٹائن ڈے پر مبارک باد کے 15 کروڑ کے قریب کارڈز کا تبادلہ ہوتا ہے۔ کارڈز بھیجنے کے حوالے سے کرسمس کے بعد یہ دوسرا بڑا موقع ہوتا ہے۔

---

[36] Suvir Kaul. *The Partitions of Memory*. *The Afterlife of the Division of India*,Indiana: University Press, 2001,P: 195

مسلم تہوار میں حج اور عمرہ کے موقع پر لاکھوں کی تعداد میں مسلمان حج وعمرہ کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ایسے موقع پر بہت سے لوگوں کا روزگار اس تہوار سے وابستہ ہوتا ہے سعودی حکومت کی معیشت بھی خصوصاحج کے دنوں میں عروج پر ہوتی ہے۔ایسے موقع پر مختلف قسم کی دکانیں لگتی ہیں۔ منی میں قربانی کی جاتی ہے جس کے لئے جانوروں کو خریدا جاتا ہے جس سے بہت سے بیوپاریوں کا روزگار چلتاہے،حاجی حلق یا قصر کروانے کے لئے حجام کے پاس جاتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں روزی ملتی ہے، حرمین شریفین کی زیارت کی واپسی پر بہت سے لوگ اپنے عزیزوں کے لئے تحائف خریدتے ہیں۔

جیسا کہ مصلے، تسبیح، کپڑے، گھڑیاں، موبائیل، کیمرے وغیرہ جس سے بہت سے دوکان داروں کا روزگار وابستہ ہے اگر دیکھا جائے تے سب سے بڑا کاروبار کھجوروں کا ہ جو مختلف قسموں پر مشتمل ہوتی ہیں کچھ تو مدینہ شریف کی ہی ہوتی ہیں اور کچھ بیرونی ملک سے بھی لائی جاتی۔اس طرح انٹرنیشنل سطح پر بڑے پیمانے پر اس کا کاروبار کیا جاتا ہے۔گویا چھوٹے کام سے لے کر بڑے پیمانے پر ہونے والے کام تک لاکھوں لوگ اس تہوار سے وابستہ ہیں اور اپنا روزگار کمارہے ہیں۔

قربانی کے جانوروں کی خرید وفروخت، قصائیوں کو گوشت تیار کرنے پر مزدوری، غریب اور نادار لوگوں کی گوشت کے ذریعے اعانت اور قربانی کے چمڑوں سے ان کی مدد کی جاتی۔ قربانی کے چمڑے کا عالمی سطح پر کاروبار ہوتا ہے بہت سے لوگ اس کاروبار سے کروڑوں روپے کماتے ہیں، ان چمڑوں کی نقل وحمل کے لئے گاڑیوں کی ضرورت ہوتی ہے حتیٰ کہ موٹر سائیکل اور چاند گاڑی سے لے کر بڑے بڑے کنٹینرز تک چمڑے کو اٹھانے میں مصروف ہوتے ہیں۔ جس کے لئے مزدوروں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ گویا تہوار معاشی اور معاشرتی اعتبار سے بھی بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اور بہت سے لوگوں کے روزگار کا ذریعہ بنتے ہیں۔

تہواروں کی سیاسی اہمیت:

تہواروں کی جہاں مذہبی اور معاشی اہمیت ہے وہاں یہ سیاسی اور قومی اعتبار سے بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔قوم سے محبت والفت ایک فطری چیز ہے، ہر شخص اپنے ملک، شہر اور محلے سے فطرتا محبت کرتا ہے۔ نبیٔ مہربان ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے اور اپنے شہر پر نظر پڑتی تو محبت کی وجہ سے سواری کو تیز کرلیتے۔حدیث شریف میں ہے:

ان النبی ﷺ کان اذا قدم من سفرفنظر الی جدرات المدینۃ اوضع راحلتہ و ان کان علیٰ دابۃحرکہا من حبہا[37]

(آپ ﷺ جب کبھی سفر سے واپس آتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو اپنی سواری تیز فرمادیتے اور اگر کسی جانور کی پشت پر ہوتے تو مدینہ کی محبت میں اسے ایڑی لگاتے۔)

حدیث طیبہ سے معلوم ہاتا ہے کہ ملک وملت سے محبت سنت بھی ہے اور فطری تقاضا بھی۔اقوام عالم میں مختلف ملی اور قومی تقریبیں اور یادگاریں منانے کا طریقہ زمانہ قدیم سے چلا آرہاہے۔ملک وملت کے افراد اپنے تہوروں کو مسرت وشادمانی سے مناتے ہیں۔کیونکہ یہ

[37] بخاری ،کتاب فضائل المدینۃ،باب المدینۃ تنفی الخبث،ج:،ص:253

تہوار کسی قوم کو سمجھنے اور اس کی قدروں قیمت کا اندازہ لگانے کے لئے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ تہواروں کے ذریعے سے ہی مذہب وملت میں اعلیٰ نصب العین میں تازگی، عمل میں کشادگی اور جذبات میں مسرت، معلومات میں وسعت اور خیالات میں رفعت پیدا ہوتی ہے۔ انہیں تقریبات کے سبب ہی بہت سی مہمات طے پائی ہیں، قومی تعمیر وترقی میں مدد حاصل ہوئی۔ در حقیقت کسی قوم کے مقاصد کی تکمیل و تبلیغ کے لئے انتہائی اہم طریقہ ہے۔ گویا تہواروں اور تقاریب کے منانے سے کسی قوم میں اخوت، تنظیم اور محبت کے کام پیدا ہوتے ہیں۔ پس انسانی زندگی اور تہوار ایک دوسرے کے لئے لازم ملزوم ہیں۔